# عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ

ماخوذ من "حیاۃ من صور التابعین" قسط نمبر ا

ترجمہ: محمد جمیل شیدا رحمانی ایم-اے

محترم قارئین:- تابعین کرام کی سوانح حیاۃ کا ایک سلسلہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے جس کی ابتداء مضمون ہذا سے کی جارہی ہے۔ دراصل یہ مضمون کتاب "حیاۃ من صور التابعین" سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب میں تقریباً سات تابعین کرام کی سوانح حیاۃ موجود ہے۔ اس کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ "ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد" کے زیراہتمام اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے۔
قارئین کرام کی افادیت کی خاطر ان اسلاف کے احوال قسط وار پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔ (ادارہ)

میں نے درج ذیل تین حضرات کے علاوہ کسی شخص کو نہیں دیکھا جو علم کے ذریعے ان سے زیادہ اللہ کی رضا کا طلبگار ہو۔
عطاء بن ابی رباح --- طاؤس --- مجاہد۔ (سلمۃ بن کہیل)

ہم ذی الحجہ ۹۷ ہجریہ کے آخری عشرے میں ہیں اور یہ قدیم گھر بیت اللہ شریف دور دراز علاقوں اور ہر طرح کے راستوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف قصد کرنے والوں کے ہجوم سے ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ ان میں بوڑھے بھی ہیں جوان بھی ہیں۔ مرد بھی ہیں، عورتیں بھی ہیں سیاہ بھی ہیں سفید بھی ہیں، عربی بھی ہیں عجمی بھی ہیں آقا بھی ہیں خدام بھی ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے حقیقی بادشاہ کے دربار میں عاجزی کرتے ہوئے، لبیک کہتے اور مغفرت و حاجات برآری کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

اور یہ ہیں سلیمان بن عبدالملک، مسلمانوں کے خلیفہ، سب شاہان ارضی سے بڑے عظیم المرتبہ ننگے سر اور ننگے پاؤں اللہ تعالیٰ کے قدیم گھر کا طواف کر رہے ہیں ایک تہہ بند اور اوڑھنے کی چادر کے علاوہ ان پر اور کوئی لباس نہیں ہے۔ اس امر میں ان کی حالت بھی ان کی باقی رعایا اور دینی بھائیوں کی سی ہے۔

ان کے پیچھے ان کے دو بیٹے ہیں اور وہ دونوں خوش منظری اور چہرے کی آب و تاب میں چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں۔ تازگی اور مہک میں گلاب کے غنچوں کی مانند ہیں۔ خلیفہ اپنا طواف ختم کرتے ہیں ایک مقرب کی طرف رخ کرتے ہوئے کہتے ہیں "تمہارے صاحب کہاں ہیں؟" اس نے کہا "وہاں کھڑے وہ نماز پڑھ رہے ہیں" اور مسجد حرام کے ایک غربی گوشے کی طرف اشارہ کیا۔ جس طرف اشارہ کیا گیا خلیفہ ادھر متوجہ ہوئے ان کے دونوں بیٹے بھی ان کے پیچھے تھے۔ خلیفہ کے مقربین اور معاونین نے ارادہ کیا کہ خلیفہ کے ساتھ ہو کر ان کے لئے گذرگاہ کو کشادہ کریں اور ان سے بھیڑ کی تکلیف دور کریں مگر خلیفہ نے انہیں روک دیا اور فرمایا "یہ ایسا مقام ہے جس میں بادشاہ اور عامی لوگ سب برابر ہیں۔ اس میں اگر کسی کو کوئی فضیلت حاصل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی مقبولیت اور تقویٰ کی وجہ سے ہے" نیز فرمایا: "اکثر اوقات ایک پراگندہ حال اور غبار آلود شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا شرف قبولیت عطا فرماتا ہے جس سے اکثر بادشاہ اور اہل ثروت محروم رہتے ہیں"

پھر خلیفہ اس آدمی کی طرف گئے تو اسے اپنی نماز اور رکوع و سجود میں منہمک پایا لوگ اس کے پیچھے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے تھے۔ مجلس کے آخر میں خلیفہ بھی بیٹھ گئے اور اپنے ساتھ اپنے بیٹوں کو بھی بٹھا لیا۔ دونوں قریشی نوجوان

اس آدمی کے بارے میں غور کرنے لگے جس کا امیر المومنین نے قصد کیا تھا اور عوام الناس کے ساتھ نماز سے اس کی فراغت کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھ گئے تھے۔ اچانک نگاہ پڑی تو وہ ایک سیاہ جلد والے، شدید گھنگھریالے بالوں والے نہایت پست ناک والے بوڑھے حبشی غلام تھے۔ جب وہ بیٹھے تو ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی بہت سیاہ کوا بیٹھا ہوا ہے۔

جب انہوں نے اپنی نماز ختم کی تو اپنا رخ اس طرف پھیرا جدھر خلیفہ بیٹھے تھے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے انہیں سلام کہا تو اسی طرح انہوں نے جواب دیا۔ اب خلیفہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ایک کر کے حج کے مسائل اور طریقے دریافت کرنے لگے اور وہ ہر سوال کا شافی جواب دینے لگے۔ نیز ہر مسئلہ سے متعلق (مختلف اقوال کی) ایسی تفصیل بیان کرتے کہ مزید پوچھنے کی کوئی حاجت باقی نہ رہتی۔ ہر قول کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے۔ جب خلیفہ مسائل دریافت کرنے کا سلسلہ ختم کر چکے تو انہیں جزاک اللہ خیراً (اللہ آپ کو بہتر جزا دے) کہہ کر اپنے لڑکوں سے فرمایا "کھڑے ہو جاؤ" وہ دونوں کھڑے ہو گئے اور تینوں باپ بیٹے مقام سعی کی طرف چل پڑے وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے لئے جا رہے تھے تو دونوں جوانوں نے منادی کرنے والوں کو آواز دیتے ہوئے سنا۔

"اے مسلمانوں کے گروہ! اس مقام پر عطاء بن ابی رباح کے علاوہ کوئی شخص لوگوں کو فتویٰ نہیں دے سکتا" اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو عبداللہ بن ابی نجیح فتویٰ دیں گے"۔ اس اعلان پر ایک لڑکے نے اپنے باپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا "امیر المومنین کا عامل لوگوں کو کیونکر حکم دیتا ہے کہ وہ عطاء بن ابی رباح اور انکے

ساتھی کے علاوہ کس شخص سے فتویٰ طلب نہ کریں۔ پھر ہم ایسے شخص سے فتویٰ طلب کرنے جائیں جس نے خلیفہ کی پرواہ تک نہیں کی۔ اور نہ ان کی تعظیم کا حق ادا کیا ہے"۔ اس پر سلیمان نے اپنے بیٹے سے کہا: "یہ شخص جس کی شان و عظمت کو ابھی ابھی تم نے دیکھا ہے اور اس کے سامنے اپنی کمتری کا بھی مشاہدہ کیا ہے یہی عطاء بن ابی رباح ہیں جو مسجد حرام میں صاحب فتویٰ ہیں اور اس عظیم منصب پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے وارث ہیں۔"

اس کے بعد فرمایا: "اے میرے بیٹو! علم سیکھو کہ علم ہی سے بے قدر آدمی کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ گمنام آدمی کو شہرت ملتی ہے اور مملوک و غلام لوگ شاہی مناصب پر فائز ہوتے ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک نے علم کی شان میں جو باتیں کہی ہیں ان میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے۔

عطاء بن ابی رباح اپنے بچپن میں ایک مکی خاتون کے غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حبشی غلام کو اس طرح عزت بخشی کہ بچپن ہی سے اسے علم کی راہ پر گامزن کر دیا۔ انہوں نے اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اپنی مالکہ کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ اس میں اس کی بہترین خدمت انجام دیتے تھے اور اس کے حقوق اس انداز سے ادا کرتے تھے جیسے ان کی ادائیگی کا حق تھا۔

ایک حصے کو وہ اپنے دل و دماغ کو فکر دنیا سے فارغ کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہترین اور خالص عبادت میں صرف کرتے تھے۔ ایک حصے کو انہوں نے حصول علم کے لئے مقرر کر رکھا تھا۔ جس میں وہ رسول اللہ ﷺ کے زندہ اصحاب کے پاس جا کر ان کے لبریز و شفاف چشمہ ہائے علم و ہدایت سے اپنے دل و دماغ کو سیراب کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرات ابوہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ

بن عباس، عبداللہ بن الزبیر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم دین حاصل کیا یہاں تک کہ ان کا سینہ علم و فقہ اور رسول اللہ ﷺ کی روایات سے پُر ہو گیا۔ جب ان کی مکی مالکہ نے دیکھا کہ اس کے غلام نے اپنے نفس کو اللہ کے ہاتھ بیچ رکھا ہے۔ اور اپنی زندگی کو حصول علم کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ تو اس نے غلام پر عائد اپنے حقوق سے دست برداری کر لی۔ اور قرب الہیٰ حاصل کرنے کی خاطر اسے آزاد کر دیا۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔

آزاد ہوتے ہی عطاء بن ابی رباح نے بیت اللہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ اور پناہ گاہ بنا لیا۔ وہی ان کا مدرسہ قرار پایا۔ جس میں وہ علم حاصل کرتے وہی ان کی جائے نماز بنا جس میں تقویٰ اور فرماں برداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب طلب کرتے تھے۔

مورخین نے کہا: "مسجد حرام عطاء بن ابی رباح کا تقریباً بیس سال تک اوڑھنا بچھونا رہی۔ اس طرح یہ جلیل القدر تابعی عطاء بن ابی رباح علم کے ایسے درجہ و مقام تک پہنچ گئے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا اور ایسے مرتبہ تک انہیں بلندی نصیب ہوئی جسے ان کے ہمعصروں میں سے کم لوگ ہی حاصل کر سکے ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کے لئے مکے کا قصد کیا تو لوگ ان کے پاس آ کر مسائل پوچھنے اور فتوے طلب کرنے لگے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اے اہل مکہ! مجھے تم پر حیرت ہے تم مسائل جمع کرتے رہتے ہو کہ ان کے بارے میں مجھ سے سوال کرو۔ حالانکہ عطاء بن ابی رباح تم میں موجود ہیں"۔

عطاء بن ابی رباح نے دین و علم میں دو خصلتوں کی وجہ سے بلند درجہ حاصل

کیا۔ پہلی یہ کہ انہوں نے اپنے نفس پر اپنی گرفت کو مضبوط کیا اور اس کے لئے کوئی راہ نہ چھوڑی جس میں وہ ایسی چیزوں سے لطف اندوز ہو جو فائدہ بخش نہیں ہیں۔ دوسری یہ خصلت کہ انہوں نے اپنے وقت پر مضبوط کنٹرول کیا اسے فضول باتوں اور بے کار کاموں میں رائیگاں نہ ہونے دیا۔

محمد بن سوقہ (کوفہ کے علماء اور عابدین میں سے تھے) نے اپنے زائرین کی ایک جماعت سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی بات نہ سناؤں جو شاید تمہیں بھی فائدہ دے جس طرح اس نے مجھے فائدہ دیا ہے۔ ان سب نے کہا "جی ہاں۔ سنایئے"۔ محمد بن سوقہ نے کہا: "مجھے عطاء بن ابی رباح نے ایک دن نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: "اے بھتیجے! جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے ہیں وہ فضول باتوں کو ناپسند کرتے تھے میں نے کہا ان کے نزدیک فضول باتیں کیا تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے پڑھنے اور سمجھنے، رسول اللہ ﷺ کی حدیث، روایت کرنے اور سمجھنے، بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے، ایسے علم کا حصول سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو یا کسی ایسی حاجت کے بیان کرنے جس کے اظہار کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو مذکورہ سب امور کے علاوہ ہر بات کو فضول شمار کرتے تھے"۔ پھر انہوں نے میرے چہرے کی طرف غور سے دیکھا اور فرمایا: "کیا تمہیں اس نصیحت پر تعجب ہے یا اس کا انکار کرتے ہو۔ (بے شک تم پر تمہارے اعمال و اقوال کا ریکارڈ کرنے والے معزز نگران مقرر ہیں) اور یقیناً تم میں سے ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں (دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آدمی جو بات بھی کہتا ہے اس کے پاس ایک حاضر باش نگران ہوتا ہے)۔

پھر فرمایا: "کیا ہم میں سے کوئی شخص اس بات سے شرماتا نہیں کہ اس

باقی ص۵ پر